رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسے قبول نکیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲۳ - مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۷۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت "تاحال علیل ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

شب پنجشنبہ کو جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے چوک بازار میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے متعلق تقریر کی۔

موضع بدوملی جو اصحاب تشریف لے گئے تھے۔ وہ واپس آگئے ہیں۔ وہاں ۱۷-۱۸ تاریخ پیامی واعظ میر مدثر شاہ صاحب سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب کی مسئلہ نبوت مسیح موعود پر اور ۱۹ کو اسمہٗ احمد پر بحث ہوئی۔ مفصل کیفیت انشاء اللہ آئندہ شائع کی جائیگی۔ جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ پیامی مبلغ کس قدر ناکام اور نامراد رہا۔

اخبار احمدیہ

کھیوہ کلاس والہ کے سالانہ جلسہ کی کیفیت

۱۱- مارچ ۱۸ء کو آریہ سماج کے جلسہ گاہ میں آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ مسئلہ قدامت روح و مادہ پر ہوا ۱۲ بجے سے ۴ بجے شام تک مناظرہ ہوتا رہا۔ آریہ سماج کی طرف سے پنڈت دینا ناتھ کو مناظر مقرر کیا گیا۔ اور ہماری احمدیہ جماعت کی طرف سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ آریہ مناظر سے بڑے زور سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپ ویدک دھرم کی طرف سے وکیل ہیں اس لئے اس قدامت کے دعویٰ کو ویدسے پیش کریں۔ اور دلیل بھی ویدسے دیں مگر افسوس کہ باوجود بار بار کے مطالبے کے آریہ مناظر ایک بھی شرتی وید میں سے نہ دکھا سکا۔ اُس کی اس ناکامی پر پھر عقلی دلائل اور ستیارتھ پرکاش کے متعدد حوالوں سے اس بات کو بخوبی ثابت کر دیا گیا۔ کہ روح اور مادہ کبھی قدیم نہیں ہو سکتے۔ اور ان کے قدیم ماننے سے خدا کی خدائی بھی جاتی رہتی ہے۔

۱۲- مارچ ۱۹۱۸ء کو پہلے وقت میں خاتم النبیین کی حقیقت پر جناب مولوی شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے تقریر فرمائی اور دوسرے وقت میں آریہ سماج کے ساتھ پھر دو گھنٹہ تک احمدیہ جماعت کا مباحثہ مقرر ہوا۔ احمدیہ جماعت کی طرف سے شیخ محمد یوسف صاحب مناظر ہوئے شیخ صاحب کی طرف سے جس قدر مطالبات کئے گئے ان میں سے کسی کو بھی نہ پورا کیا گیا۔ اور پھر ایک گھنٹہ قرآن شریف پر اُن کی طرف سے اعتراض ہوئے۔ جس کا کافی جواب دیا گیا۔ شیخ صاحب کی تقریر کا اثر آریہ سماج تو اپنے دل میں

ہی جانتے ہونگے۔ مگر دیگر مذاہب کے لوگ شیخ صاحب کی تقریر سے نہایت خوش ہوئے۔ ۱۳۔ مارچ کو پہلے وقت میں مولوی قطب الدین صاحب نے تلاوت قرآن شریف اور وعظ فرمایا۔ جسکا اثر تمام مسلمانوں پر اچھا ہوا۔ دوسرے وقت میں ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہے کے عنوان پر شیخ محمد یوسف صاحب نے پُرزور تقریر کی اور پھر آریہ سماج کی طرف سے اور وقت مانگا گیا۔ جو اُن کو خوشی سے دیا گیا۔

یہ مباحثہ ۲½ بجے سے ۵½ بجے تک ہوتا رہا پہلے گھنٹہ میں شیخ صاحب ایڈیٹر نور نے آریہ سماج کے وکیل لالہ شانتی سروپ کے سامنے کچھ سوالات پیش کئے۔ مگر لالہ شانتی سروپ بالکل جواب دینے سے عاجز رہے۔ اور کسی ایک اعتراض کو بھی اٹھا نہ سکے۔ پھر دوسرے گھنٹہ میں لالہ شانتی سروپ نے چند ایک اعتراض قرآن شریف پر کئے جن کے کافی جواب دیکر ان کو ساکت کیا گیا۔ اس کے بعد ۵½ بجے شام تک غیر احمدی اصحاب کی طرف سے مباحثہ کے لئے درخواست ہوئی۔ وہ بھی منظور کی گئی۔ غیر احمدیوں کی طرف سے ایک مولوی صاحب نے جن کا نام حافظ حبیب اللہ تھا صداقت مسیح موعود پر گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی جو بصد خوشی منظور کی گئی۔ چنانچہ جس قدر اعتراضات اُنھوں نے صداقت مسیح موعود کے متعلق کئے اُن سب کے کافی وشافی جواب مولوی عبد الرحمن صاحب نے دیئے۔ بعض ہندو بھی جلسہ ختم ہونے کے بعد کہتے سُنے گئے کہ آج حافظ صاحب بھی پھنس گئے۔

غرضیکہ خدا کے فضل سے جلسہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ اور یہ نہایت خوشی ہوئی کہ دو غیر احمدی اصحاب نے جلسہ گاہ ہی میں سوا روپیہ بطور امداد جلسہ چندہ دیا۔ اور آٹھ آنہ ایک اور غیر احمدی نے گھر سے جاکر بھجوائے۔ اور اُمید ہے کہ یہ جلسہ انشاء اللہ اپنا اثر نہایت وسیع دکھائیگا۔

سراج الدین سکرٹری انجمن احمدیہ جماعت کھیوہ کلاس والہ

ضلع شاہ پور میں دورہ

ضلع شاہ پور میں تبلیغی دورہ کر رہا ہوں بھیرہ میں چار دن متواتر متفرق محلوں میں اور وسیع مکانوں میں فضیلت اسلام و عظمت رسول کے ضمن میں دو دو گھنٹے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی۔ اور دلائل وفات مسیح شرک و بدعات کی تردید موجودہ اختلاف اور جماعت میں اتحاد وغیرہ وغیرہ ضروریات اسلام پر وعظ کئے جن میں غیر احمدی اور پانچ چھ غیر مبائع بھی آتے رہے۔ بھیرہ کے خاص مولوی بھی ایک وعظ میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بڑے امن و آرام سے تبلیغ ہو گئی۔ باطن اللہ کو معلوم ہے۔ مگر بظاہر ان کے مولوی صاحب نے میری تقریر کی تصدیق اور تحسین کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل اور زبان اس دل کی تصدیق کے لئے ایک کر دے۔ اب میں خاص شہر شاہ پور کو جاتا ہوں۔ سارے ضلع میں دورہ کرتا ہوں خصوصیت سے دعا کی ضرورت ہے۔ کہ مولیٰ کریم ہر کام میں اخلاص اور للہیت عطا فرما دے۔ جو مجھ سے ہو اُس کی رضا کے لئے ہو۔ میں نے خلافت اولیٰ میں بھی بھیرہ میں کئی تقریریں کی ہیں۔ مگر اب کچھ فضل الٰہی کے آثار نظر آ رہے ہیں سامعین تقریروں میں کالمیّت بیٹھے رہتے ہیں گھبراتے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ حس دلوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ اللّٰھم زد فزد ثم زد آمین — ابو عبید اللہ غلام رسول وزیر آبادی۔

بیعت خلافت

بایزید خاں کابلی نے۔ اپنے بہنوئی فقیر محمد صاحب سے بہت سے بحث مباحثہ کے بعد اپنی سعادتمندی کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت خلافت کر لی۔ بایزید خاں قیام خلافت ثانیہ پر لاہور چلا گیا تھا۔ اور وہیں پیغام بلڈنگس میں رہا۔ آخر خدا نے ہدایت بخشی۔ خدا برادر موصوف کو استقامت بخشے۔

تصحیح

۲۔ مارچ کے اخبار کے صفحہ ۱۲ پر فہرست نومبائعین کے ذیل میں یہ نمبر ۱۲۶ خانصاحب ڈاکٹر نور الحسن گجرات اور نمبر ۱۸۶ پر "صوبیدار خانصاحب نور الحسن گجرات" دو نام شائع ہوئے ہیں۔ دراصل یہ دو شخص نہیں۔ ایک ہی صاحب ہیں۔ غلطی سے دو دفعہ نام لکھا گیا

نماز جنازہ

منشی جعفر علی خاں صاحب انبالہ چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ بابو محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار [illegible] دو روز کے بعارضہ نمونیہ اور قطب الدین صاحب سرہند اور بابو سلطان کا لڑکا۔ اور شمس الدین صاحب جہلم کی والدہ و مستری کرم داد صاحب گھٹیالیاں فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہونیوالے طلباء کو اطلاع

مدرسہ کے امتحانات سالانہ ختم ہو چکے ہیں۔ چونکہ اب نیا سال شروع ہو گا۔ اس لئے جو والدین اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل کرنیکا ارادہ رکھتے ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ یکم اپریل تک ان طلباء کو یہاں پہنچا دیں۔ کیونکہ یکم اپریل سے پڑھائی شروع ہو جائیگی۔ اگر اس تاریخ کو نئے داخل ہونے والے طلباء یہاں نہ پہنچے۔ اور دیر کی گئی۔ تو اندیشہ ہے کہ افسران مدرسہ کو ایسے دیر سے آنے والے طلباء کو داخل کرنے میں دقتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ پس افسروں کی سہولت اور طلباء کی تعلیمی بہبود کو مدنظر رکھ کر ضروری ہے کہ یکم اپریل تک طلباء یا اُن کی درخواست داخلہ ضرور پہنچ جائیں۔

اس وقت خدا کے فضل سے ہائی اسکول کی حالت روز افزوں ترقی پر ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اُستاد جمع ہیں اور افسران بالاخاص طور پر نگرانی فرماتے ہیں۔ بہت سے طلباء شریک ہونے والے ہیں۔ اس لئے حتی الوسع جلد شریک ہونا چاہیئے۔ تاکہ داخلہ کی گنجائش نہ رہنے کے باعث دقت نہ پیش آئے۔

بورڈنگ ہوس میں داخل ہونے والے طلباء یہ بھی خیال رکھیں کہ دو ماہ کا خرچ پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔ اور بورڈنگ ہاؤس کا کم سے کم خرچ [illegible] سے [illegible] تک بلحاظ مختلف مدارج تعلیم ہو سکتا ہے۔ کم استطاعت و ہونہار طلباء کے لئے بشرط گنجائش فیس معاف ہو سکتی ہے۔ اور وظائف بھی مل سکتے ہیں۔ (عبد المغنی ۲۰۔ مارچ ۱۹۱۸ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان - دارالامان - مورخہ ۲۳ - مارچ - ۱۹۱۸ء

کیا مباہلہ کا اثر فوراً ہونا ضروری ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیش کردہ حوالہ معالم کی حقیقت

(۲)

گذشتہ پرچہ میں ہم اس بات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈال چکے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے تفسیر معالم کے پیش کردہ حوالہ میں اگر یہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اگر اہل نجران مباہلہ کرتے - تو وہ بندر اور سور بنا دئے جاتے - تو اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ان پر فوراً ہی یہ عذاب نازل بھی ہو جاتا - . . .

لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب اس سے یہ نکالتے ہیں - اور اس کے لئے ترجمہ میں اپنے پاس سے گھڑ کر لفظ ڈالنے سے بھی باز نہیں رہے - ان کا فرض ہے کہ اسی روایت میں بیان کی ہوئی دوسری باتوں کو بھی ہر مباہلہ کے لئے ضروری مانیں - اور مباہلہ کر کے ان کو وقوع میں لا کر دکھلا دیں اور اس کے ساتھ ہی اشارتاً ہم یہ ذکر بھی کر آئے ہیں - کہ تفسیر معالم کے اس حوالہ میں جو باتیں ہیں - وہ اول تو خاص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مباہلہ کے متعلق ہیں - جو اہل نجران کے ساتھ ہونا - ہر ایک مباہلہ کو ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا - پھر ان سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا - . . . .

. . . .

. . . . . کہ اہل نجران پر فوراً - اور اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا - اس کے متعلق اب ہم ذرا تفصیل کر بتانا چاہتے ہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب جو اس حوالہ کو اس مقصد اور مدعا کے لئے پیش کر کے بڑا زور دے رہے - اور اپنی ہمہ دانی کا دعوی کر رہے ہیں کہ اس سے مباہلین میں سے جھوٹے پر اسی وقت اور فوراً عذاب نازل ہونا نکلتا ہے - توجہ کے ساتھ پڑھیں - اور غور سے دیکھیں - کہ ان کا یہ خیال کس قدر جہالت اور نادانی پر مبنی ہے - اور ان کے دعوے کو غلط ثابت کرنے والے کیسے کیسے وزنی دلائل موجود ہیں -

مولوی صاحب نے اس حوالہ کے ایک فقرے کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھے خدا کی قسم عذاب الٰہی اہل نجران
(عیسائی مباہلہ کنندگان) پر جھک
پڑا تھا - اگر وہ مباہلہ کرتے - تو فوراً
ہی بندر سور بنا دیئے جاتے"

لیکن یہ "فوراً ہی" کے الفاظ اصل عبارت میں ہرگز نظر نہیں آتے ہیں - جو یہ ہے قال رسول اللہ والذی نفسی بیدہ ان العذاب قد تدلی علی اھل نجران ولو لاعنوا لمسخوا قردۃ وخنازیر کیا مولوی صاحب بتلائیں گے - کہ انھوں نے "فوراً ہی" کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے - اگر کوئی ایسا لفظ اس روایت میں موجود نہیں ہے - بلکہ انھوں نے اپنے پاس سے ڈال دیا ہے - تو کیسی دیدہ دلیری اور سینہ زوری ہے - کہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے اپنی طرف سے الفاظ ڈال دئے گئے - اب اگر ان زائد الفاظ کو جو مولوی صاحب نے اپنی طرف سے داخل کئے ہیں نکال دیا جائے - تو پھر اس عبارت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان پر اسی وقت جبکہ وہ مباہلہ کرتے عذاب نازل ہو جاتا - اور یہی بتانا اور ثابت کرنا ہمارا منشا ہے - اس سے اگلے فقرے کا آپ یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ

"اور وہی جنگل ان پر آگ کا جنگل بن جاتا
اور اللہ تعالیٰ اہل نجران اور ان کے
متعلقین کا ستیاناس کر دیتا - یہاں
تک کہ اس جنگل کے درختوں پر جانور
بھی مر جاتے"

اس ترجمہ میں مولوی صاحب نے جنگل کے ساتھ "وہی" کا لفظ اپنی طرف سے شامل کر کے یہ بتانا چاہا ہے - کہ مدینہ کا ہی کوئی جنگل ان پر آگ کا جنگل بن جاتا جہاں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ مباہلہ کرتے - لیکن افسوس کہ مولوی صاحب کو باوجود اس ادعائے مولویت اور علمیت کے گو دوسروں سے قصور علم کا اعتراف کرانے کے لئے تیار ہیں - اتنا بھی معلوم نہ ہوا - کہ جس لفظ کا انہوں نے جنگل ترجمہ کیا ہے وہ "الوادی" ہے - اور یہ لفظ اہل نجران کے مباہلہ کی متعلقہ روایات میں سے کسی میں بھی مدینہ کے متعلق نہیں آیا - بلکہ برخلاف اس کے نجران کے متعلق آیا ہے چنانچہ انھیں اہل نجران کے مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن کثیر صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے - کہ شرحبیل (یکے از اہل نجران) نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

بجائے مباہلہ کے صلح کا فیصلہ کرنا چاہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں اس معاملہ میں تم پر کوئی ملامت کرے۔ اور صلح نامنظور ہو۔ تو شرحبیل نے کہا۔ میرے دونوں ساتھیوں سے پوچھ لیجئے۔ آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اہل نجران کی طرف اشارہ کر کے کہا ماید الوادی ولا صدر الاعن رائ شرحبیل۔ کہ وادی نجران کے لوگ نہ کسی گھاٹ پر اترتے ہیں۔ اور نہ اس سے واپس لوٹتے ہیں۔ مگر شرحبیل کی رائے سے۔ جس کے عربی محاورہ کے مطابق یہ معنی ہیں۔ کہ وادی نجران کے لوگ کوئی کام شرحبیل کی رائے کے بغیر نہیں کرتے۔ اور ہر بات میں اس کی رائے کی پیروی کرتے ہیں۔

اس حوالہ سے ثابت ہے کہ۔ مباہلہ نجران کی متعلقہ روایات میں الوادی سے . . . . مراد وادی نجران ہے نہ کہ مدینہ۔ پھر اس کی تائید میں جغرافیہ کی شہادت بھی موجود ہے۔ اس کے متعلق اس وقت نہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ مولوی صاحب کو مولوی عبدالحق دہلوی کی تفسیر حقانی کو ہی دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ اس میں جہاں عرب کا نقشہ دیا ہے۔ وہاں وادی نجران اس مقام کا نام لکھا ہے۔ جہاں کے لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی دعوت دی تھی۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ الوادی سے مراد وادی نجران ہے۔ اور مباہلہ کی روایت میں اسی وادی کا ذکر ہے تو پھر لاضطرم علیھم الوادی نارًا کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ مدینہ کے جس مقام پر اہل نجران سے مباہلہ ہوتا۔ اسی میں ان کے لئے آگ بھڑک اٹھتی۔ کیونکہ ان روایات میں مدینہ میں کسی وادی کے ہونے کا ذکر نہیں آیا۔ کہ جہاں مباہلہ ہونا تھا۔ بلکہ اس سے مراد نجران کی وادی میں آگ کا بھڑکنا ہے۔ چنانچہ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۳ سے بھی اسی بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ جہاں ابن عباسؓ کا یہ قول درج ہے۔ لوخرج الذین یباھلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجعوا لایجدون مالاً ولا اھلاً۔ کہ اگر اہل نجران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے نکلتے تو جب لوٹ کر اپنے وطن کو جاتے۔ تو وہاں نہ اپنا مال پاتے نہ اہل۔ یعنی وہ تباہ ہو چکے ہوتے۔ کس طرح۔ اسی آگ سے جو ان کی وادی میں بھڑکتی۔

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان پر فوراً عذاب نہ آتا۔ بلکہ وہ صحیح وسلامت لوٹ کر واپس اپنے وطن چلے جاتے۔ اور مباہلہ کرنے کے بعد تک زندہ رہتے۔ کیونکہ مدینہ سے نجران قریبًا ایک ماہ کے سفر کے فاصلہ پر ہے۔ اس سفر میں ان کے جو دن لگتے۔ ان میں تو وہ ضرور ہی زندہ رہتے۔ تاکہ اپنے وطن پہنچ کر اپنے مال اور اہل کی تباہی اور ہلاکت کو دیکھ سکتے۔ دوسرے یہ جو آیا ہے کہ:- لاضطرم علیھم الوادی نارًا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مدینہ میں ہی ان پر آگ بھڑک اٹھتی۔ بلکہ ان کے وطن میں ایسا ہوتا۔ اور جب وہ واپس جاتے تو وہاں نہ اپنے مال کو پاتے۔ نہ اہل کو۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتلائیں کہ الوادی سے مدینہ سمجھنا ان کی نادانی اور جہالت نہیں تو اور کیا۔ اور جب ان کی یہ جہالت ثابت ہو گئی۔ تو پھر یہ بھی غلط ہو گیا کہ نجران کے مباہلہ کنندگان پر فوراً ہی میدان مباہلہ میں عذاب نازل ہو جاتا۔ لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ لاضطرم علیھم الوادی نارًا سے مدینہ میں اسی جگہ جہاں مباہلہ ہوتا آگ کا بھڑک اٹھنا۔ اور اس مقام کا آگ سے بھر جانا مراد ہو تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ ولاستاصل اللہ نجران و اھلہ حتی الطیر علی الشجر یعنی اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کر دیتا اہل نجران اور ان کے اہل کو حتی کہ درختوں پر کے پرندوں کو بھی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اب اگر اس سے ان اہل نجران کا جو مدینہ میں آئے تھے اسی جگہ فوراً ہلاک ہو جانا لیا جائے۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ وہ اپنے اہل وعیال سمیت وہاں آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ ان کے ہلاک ہونیکا بھی ساتھ ہی ذکر ہے۔ لیکن یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ان کے ساتھ اپنے اہل نہ تھے۔ پس جب ان کے اہل وہاں موجود ہی نہ تھے تو پھر ان کے ساتھ وہ اسی جگہ ہلاک کس طرح ہو سکتے تھے علاوہ بریں ان کے اہل کے علاوہ درختوں کے پرندوں تک کے ہلاک ہو جانے کا ذکر ہے۔ اب اگر ان پر مدینہ میں ہی عذاب نازل ہوتا اور وہیں ان کا جام ہلاکت پینا تسلیم کیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ وہاں ہی کے درختوں پر کے پرندے ہلاک اور تباہ ہوتے۔ لیکن یہ صاف بات ہے کہ وہاں کے پرندوں کا ہلاک ہونا ان کے لئے علامت عذاب نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ نعوذ باللہ اہل مدینہ کے لئے ہوتا۔ کیونکہ ان سے اگر فائدہ اٹھاتے تھے تو اہل مدینہ ہی اٹھاتے تھے۔ ہاں۔ اگر وادی نجران کے پرندے ہلاک ہوتے تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ چونکہ وہ ان لوگوں کے کام آنے کی چیزیں تھیں اور وہ ان سے متمتع ہوتے تھے اس لئے ان کے ساتھ ان پرندوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ لیکن یہ اس صورت میں کہا نہیں جا سکتا جو مولوی ثناء اللہ صاحب پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مدینہ میں جہاں کہ وہ مباہلہ کرتے۔ وہیں آگ بھڑک اٹھتی۔ البتہ اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ آگ نجران میں بھڑکے۔ اور یہی درست اور صحیح بات بھی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم ثابت کر آئے ہیں الوادی میں آگ کے بھڑکنے کا ذکر ہے۔ اور الوادی نجران کو کہا گیا ہے۔ نہ کہ مدینہ کو اس لئے ثابت ہو گیا۔ کہ ان پر فوراً عذاب نازل ہونے کا اس روایت میں ہرگز ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف بہت سی شہادتیں موجود ہیں۔ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب بتلائیں۔ کہ ان کا تفسیر معالم کا حوالہ اس مقصد کے لئے پیش کرنا۔ کہ اس سے جھوٹے فریق مباہل پر فوراً عذاب نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان کی جہالت اور بے علمی پر مبنی ہے۔ یا نہیں۔

پیشتر اس کے کہ ہم اس مضمون کو ختم کریں مولوی صاحب موصوف کو ایک بار پھر توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اب بھی اگر وہ اپنی اسی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ کہ معالم کے حوالہ میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ خاص مسلم

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ ان پر ہر ایک مباہلہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ براہ مہربانی بہت جلدی مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ اس کے متعلق ضروری انتظام وغیرہ کی ذمہ داری۔ ہم اپنے سر لینے کے لئے تیار ہیں۔ تاکہ دنیا ان کے ذریعہ یہ عجوبہ دیکھ لے اور تمام وہ لوگ جو ان کے نزدیک گروہ یا دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔ ان کے ہاتھ پر ایمان لاکر سچے مسلمان بن جائیں۔ لیکن اگر باوجود ہمارے اس قدر زور دینے کے بھی مولوی صاحب موصوف مباہلہ کے لئے نہ نکلے۔ اور نہ ہی اس بات کا اقرار شائع کیا کہ مسالم کے حوالہ سے جو نتیجہ نکالا تھا وہ بالکل غلط اور نادرست ہے۔ اور اس سے میری کم علمی اور جہالت ثابت ہوئی ہے۔ تو پھر سمجھدار لوگ خود فیصلہ کرلیں گے کہ مولوی صاحب کا یہ بیان کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے کہاں تک درست ہے۔

کیا سورج سچ مچ سمندر کے بیچ سے نکلتا ہے

قرآن مجید میں ایک آیت ہے حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئة یعنی ذوالقرنین جب اس علاقے کی طرف گیا جس طرف سورج ڈوبتا ہے۔ یعنی مغربی ممالک میں۔ تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج ایک کیچڑ کے چشمے میں ڈوب رہا ہے۔

اسپر ہمارے آریہ دوست اعتراض کیا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایسی خلاف عقل باتیں لکھی ہیں۔ بارہا جواب دیا گیا کہ یہ تو ذوالقرنین کے بارے میں فرمایا کہ اسے ایسا معلوم ہوا۔ جیسا ہر ایک سمندر میں سفر کرنے والا یا سمندر کے کنارے پر کھڑا ہونے والا یہ نظارہ دیکھتا ہے۔ مگر چونکہ حق طلبی مقصود نہیں بلکہ محض اعتراض کرنا مطلوب ہوتا ہے اس لئے تمسخر سے باز نہیں آتے۔

حال میں مسافر آگرہ کے ایڈیٹر ڈاکٹر لکشمی دت صاحب رنگون گئے۔ وہ اپنے سفر کا حال لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"تمام سمندر میں ایک عجیب تلاطم بپا تھا جہاں تک نظر پہنچتی تھی سیاہ پانی کا تختہ ہی نظر آتا تھا.... جب سورج نکلا۔ تو اور بھی لطف آیا کیونکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سچ مچ سورج سمندر ہی کے بیچ میں سے نکل رہا ہے۔"

(مسافر آگرہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء)

خدا کی قدرت ڈاکٹر صاحب کی زبان قلم سے وہی فقرہ نکلا۔ جسپر وہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کیا میں صاحب موصوف اور ان کے ہم مذہبوں کی خدمت میں عرض کر سکتا ہوں کہ سورج اسی عین حمئة میں ڈوبتا ہے جس سے ڈاکٹر لکشمی دت نے اپنی آنکھوں سچ مچ اسے نکلتا دیکھا۔ اگر کہو کہ یہاں تو "معلوم ہوتا تھا" کا لفظ ہے۔ تو قرآن مجید میں بھی وجدھا ہے۔ یعنی دیکھنے والے نے ایسا پایا اور اسے یوں معلوم ہوا۔ نہ یہ کہ فی الواقعہ سورج اس چشمے میں ڈوب رہا تھا۔ اگر اس کے بعد مسافر آگرہ میں کبھی ایسا اعتراض چھپا۔ تو میں یقین کرونگا کہ قرآن مجید پر اعتراض نیک نیتی سے نہیں کئے جاتے۔ بلکہ محض دل آزاری مقصود ہوتی ہے جو شیوہ شرفا نہیں۔ (راکمل)

الناظر

تاویل المتشابہات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پاک وحی جو از قسم متشابہات ہے۔ اور نادان معترض اس پر بڑھ آیا کرتے ہیں۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے اس رسالہ میں اس کی تشریح و تفسیر نہایت لطیف انداز میں تحریر فرمائی ہے۔ ہمارے خیال میں وہ اس قابل ہے کہ ہر احمدی اسے اپنے ازدیاد ایمان اور غیروں کی تسلی کے لئے اپنے پاس رکھے قیمت صرف ۲ر ملنے کا پتہ تشحیذ الاذہان قادیان

ایک دوست کے نام خط

نبوت مسیح موعود کے بارہ میں استفسار کا جواب

برادرم مکرم! السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا سارے خط کا ماحصل چند امور کے متعلق استفسار ہے۔ جن کا جواب برعایت اختصار ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔ اللہ چاہے تو کافی اور مفید ہو سکیگا۔ وباللہ التوفیق

(۱) آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب مجازی۔ بروزی ظلی۔ غیر مستقل نبی ہوکر حقیقی نبیوں کے زمرہ میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ بروزی ظلی وغیرہ الفاظ نفس نبوت کے نقص پر دال نہیں۔ بلکہ طریق حصول نبوت پر دال ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ کے استعمال کرنے سے اس بات کا اظہار کیا ہے۔ کہ کوئی شخص میرے نبی ہونے سے مجھے آنحضرت سے الگ اور اسلام سے علیحدہ اور بے تعلق نہ سمجھ لے۔ لیکن قوم کی بدقسمتی پر حیرت ہے۔ کہ جو الفاظ غیروں کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے استعمال کئے گئے اپنی جماعت کے ایک حصہ نے انہی سے ٹھوکر کھائی۔ ان الفاظ کے استعمال کرنے سے صرف یہ مقصود تھا۔ کہ آپ نے آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کی خصوصیت سے نبوت کو آنحضرت کی اتباع کی برکت سے حاصل کیا۔ جیسا کہ آیت صراط الذین انعمت علیھم۔ اور آیت انعم اللہ علیھم من النبیین سے ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد آپ کی اطاعت اور اتباع سے نبوت مل سکتی ہے۔ جو آپ کے مقاصد کی پیروی کی غرض سے ہے۔ نہ کچھ اور۔ اور حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ کو آنحضرت کے بالمقابل محض استفاضہ اور افاضہ کی نسبت سے استعمال کیا ہے تا ظاہر ہو کہ آپ نے جو کچھ حاصل کیا اس کا ذریعہ آنحضرت اور آپ کی اطاعت ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ ایک استاذ ایم۔ اے سے ایک شاگرد تعلیم حاصل کرکے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرے۔ اب ایم۔ اے ہونے میں استاذ اور شاگرد میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن افاضہ اور استفاضہ کی نسبت سے شاگرد کہہ سکتا ہے۔ کہ میں اپنے

اُستاذ کے بالمقابل - ظلی - بروزی - مجازی - غیر مستقل وغیرہ وغیرہ ایم - اے ہوں - جن سے اس کے اس اظہار سے یہ غرض ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے - یہ خود بخود نہیں - بلکہ میرے اُستاذ کے افاضہ کی برکت سے ہے - حضرت مسیح موعود کے الہام تبارک من علّم وتعلّم میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے - کہ آنحضرت اُستاد ہیں - اور مسیح موعود شاگرد - لیکن دونوں اپنے کمالِ علم کی وجہ سے مبارک اور بابرکت ہیں -

اب اس حقیقت واضح کے بعد کسی کو کیا حق پہنچ سکتا ہے - کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ کہے - کہ آپ حقیقی نبیوں میں داخل نہیں - حالانکہ آپ اپنے تئیں بعض حقیقی نبیوں پر تمام شان میں افضل اور بڑھ کر بتاتے ہیں - دیکھو حقیقۃ الوحی صہ۔

(۲) مرزا صاحب اگر حقیقی نبی ہیں - تو آپ نے ظلی بروزی - اور امتی وغیرہ الفاظ کو اپنے نبی ہونے کے ساتھ کیوں پیش کر دیا؟ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ان الفاظ سے آپ کی وہی غرض ہے - جو اوپر بیان کی گئی - اور نیز یہ کہ تا لفظ ظل اور بروز وغیرہ سے یہ سمجھا جائے - کہ کمالاتِ محمدیہ میں سے آپ میں کسی کمال کی کمی نہیں - بلکہ جو کمالات اصل میں ہیں ظلیت اور مظہریت کے طور پر وہ سب کے سب کمالات آپ کے مظہر اور بروز میں پائے جاتے ہیں - کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ظل کامل اور عکس تام اپنے اصل کی تصویر دکھانے میں اس کے کسی پہلو کو بھی اخفا میں نہیں رکھتا - بلکہ جو کچھ اصل میں ہوتا ہے اسے ہر پہلو سے مطابق اصل ظاہر کر دیتا ہے - اسی طرح حضرت مسیح موعود کی اپنے تئیں ظل بروز قرار دینے سے یہ غرض ہے کہ تا آپ کے مظہر اتم اور ظل اکمل ہونے سے یہ سمجھا جائے کہ آپ کمالاتِ محمدیہ کے مظہر ہونے سے آنحضرت ہی ہیں - اور آپ کی نبوت آنحضرت کی ہی نبوت ہے - اور آپ کی شریعت آنحضرت کی شریعت - اور آپ کی کتاب آنحضرت کی کتاب - اور آپ کی جماعت صحابہ آنحضرت کے صحابہ اور آپ کی بعثت اور ظہور آنحضرت کی بعثت اور ظہور اور آپ کی تجلیات اور معجزات آنحضرت کی تجلیات اور معجزات اور آپ کی ترقی اور برکات آنحضرت کی ترقی اور برکات اور آپ کے مقاصد آنحضرت کے مقاصد اور آپ کے مومن آنحضرت کے مومن اور آپ کے کافر آنحضرت کے کافر اور آپ کا جینا مرنا اور آپ کی قبر آنحضرت کی قبر جس کی نسبت فرمایا گیا یدفن معی فی قبری - اب اس صورت میں آپ کی نبوت یا آپ کے کسی کمال میں نقص سمجھنا کیسے درست ہو سکتا ہے - آپ کے مظہر اور بروز وغیرہ ہونے سے ان کمالات کا ادعا اور اظہار مقصود ہے - جو آنحضرت میں موجود ہیں - نہ یہ کہ ان الفاظ سے اپنی کسی حالت ناقصہ کا اظہار غرض ہے - جسے غلط فہمی سے آپ کی طرف منسوب کیا گیا - فتدبر!

(۳) نبی ہونے کے ساتھ پھر اُمتی ہونے کا کیا مطلب - اس کا مطلب یہ ہے - کہ تا امتی نبی ہونے سے آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کے مرتبہ کا اظہار اور عملی تصدیق ہو - جیسا کہ آیت من یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیہم من النبیین سے ظاہر ہے - اور اگر آنحضرت کے بعد کوئی ایسا نبی ہوتا جو صرف نبی ہوتا - لیکن امتی نبی نہ ہوتا - اس سے آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کے مرتبہ کی تکذیب لازم آتی - یہی وجہ ہے کہ مسیح اسرائیلی کا آنحضرت کے بعد آنا محال اور ممتنع ہے - کیونکہ وہ ایسا نبی ہے - جو اُمتی نبی نہیں - اور جس کے آنے سے آنحضرت کی ختم نبوت پر سخت زد پڑتی ہے - کیونکہ خاتم النبیین کی شان - اور آیت من یطع اللّٰہ والرسول الخ اس بات کے لئے مانع ہے - کہ آنحضرت کے بعد آپ کی اطاعت کے بغیر کوئی دوسرا نبی آئے - یعنی جس کی نبوت آپ کی اطاعت کا ثمرہ نہیں -

(۴) آیت من یطع اللّٰہ والرسول میں مع الذین انعم اللّٰہ علیہم کے مع سے ظاہر ہوتا ہے - کہ آنحضرت کی اطاعت کا ثمرہ نبیوں کی معیت ہے - نہ یہ کہ نبی بنا کر نبیوں میں داخل کر دیتا ہے -

اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ انعمت علیہم کی دعا سکھانے سے غرض اس انعام کا حصول ہے - نہ صرف معیت کہ جو اس انعام سے محرومی کے معنوں میں کیونکہ دوسری جگہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے ارشاد میں آنحضرت کو مخاطب نہیں کیا گیا - بلکہ آپ کی اُمت کے لوگوں کو اور آپ کے متبعین کو مخاطب کیا ہے - کہ دین کو جو اتمام نعمت کا کامل ذریعہ اور صراط مستقیم ہے - وہ تمہارے لئے کامل کر دیا ہے - تا اس کے ذریعہ تم پر انعام بھی نعمت تامہ کاملہ کی صورت میں ہو - اور نعمت کی تشریح میں آیت من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کے مدارج کا ذکر فرماتے ہوئے نبوت کو بھی درجات نعمت میں شمار کیا ہے - بلکہ اسے سب سے مقدم رکھنے سے اس کی فضیلت کا اظہار کیا ہے - کہ نبوت سب درجات نعمت سے اعلیٰ اور اتم درجہ کی ہے ......

جس سے محرومی ارشاد اتممت علیکم نعمتی کے مفہوم کے خلاف ہے - پس اگر نبوت نعمت ہے - اور آنحضرت کی اطاعت کے طفیل آپ کی اُمت کے لئے نعمت کے پورے طور پر عطا کئے جانے کا وعدہ ہے - تو کوئی وجہ نہیں کہ باوجود وعدہ اتمام نعمت کے خدا تعالیٰ کے لئے اس بخل کو روا رکھا جائے - جس میں وعدہ خلافی کا نقص بھی پایا جاتا ہے - پس حق یہی ہے - کہ جیسے آنحضرت کی اطاعت سے انسان اپنی اپنی استعداد کے مطابق - صدیق شہید - صالح بن سکتا ہے - اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی بن سکتا ہے - اور اس صورت میں مع کو مساوات کے معنوں میں استعمال کرنا مناسب ہو گا - جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی اطاعت سے نبوت اور صدیقیت اور شہیدیت اور صالحیت کا مرتبہ پانے والے لوگ حقیقی نبیوں اور حقیقی صدیقوں - اور حقیقی شہداء اور حقیقی صلحاء سے مرتبہ میں کم نہیں - بلکہ ان کے ساتھ اور مرتبہ میں ان کے برابر ہیں - اور اگر مع سے ایسی معیت لی جاوے جو صرف نام کی معیت ہے - نہ کام کی - اور انعام کی - تو ایسی معیت سے تو پھر لازم آتا ہے - کہ جیسے نبیوں کی معیت سے آنحضرت کی اُمت میں کسی نبی کا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا - اسی طرح صدیقوں - شہیدوں - اور صالحوں کی معیت سے آپ کی اُمت میں کسی شہید اور صالح کا ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا - جس سے لازم آیا کہ آنحضرت

کی اُمت کا خیر اُمت ہونا صرف نام تک ہی ہے ورنہ اس اُمت میں نبی تو درکنار۔ صدیق شہید سے بھی کمتر مرتبہ جو صالح ہونے کا ہے۔ وہ بھی کسی فرد کو نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ بعد کے تینوں گروہوں کو النبیین کا معطوف قرار دیا ہے۔ جس سے جو حکم معطوف علیہ پر عاید ہوگا وہی معطوف پر ہوگا۔ اب غور کیجئے کیا معیت کے ان معنوں کی رو سے اُمت محمدیہ خیر اُمت ہونے کی مصداق بنیگی۔ یا شر اُمت ہونے کی۔

ہمیں غیر احمدی علما جو چاہیں کہیں۔ لیکن وہ اتنا تو سوچیں کہ آنحضرت کی عزت ہمارے معنوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ یا ان کے معنوں سے۔ اور آنجناب کی ہتک ان کی تفسیر سے ظاہر ہوتی ہے۔ یا ہماری تفسیر سے

(غلام رسول راجیکی)

شیعوں کے امام منتظر کا ذکر قرآن مجید میں

ایک عالم شیعہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے امام منتظر کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ ہمارے مکرم منشی خادم حسین صاحب خادم نے اس پر نہایت زبردست اور دلچسپ بحث کی ہے۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

یہ آیت تو قرآن مجید میں ضرور آئی ہے۔ مگر اس مفہوم کے ساتھ اس موجودہ مروج قرآن میں تو نہیں البتہ جو قرآن حسب اعتقاد شیعہ امام مہدی کے پاس ہے اس میں ہو تو ہو۔

دیکھئے جہاں جہاں قرآن مجید میں یہ آیت آئی ہے میں ذیل میں عرض کر دیتا ہوں۔ خود سیاق و سباق آیات سے ہی پتہ لگ جائیگا کہ انتظار کرنے والا اور کرانے والا اور منتظر یعنی کس چیز کا انتظار یہاں پر مراد ہے۔ واضح ہو کہ یہ آیت قرآن مجید میں تین جگہ پر آئی ہے۔

اول - آٹھویں پارہ کے سولھویں رکوع میں اور اول سے آخر تک اس تمام رکوع میں حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اور وہ ذکر کفار کے ساتھ سوال و جواب پر مشتمل ہے یہاں پر بہتر ہوگا۔ اگر آخری سوال و جواب یہاں پر لکھا جائے۔ کفار کہتے ہیں

قالوا اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ الخ۔

بولے کہ اے ہود کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اور جنہیں ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے انھیں چھوڑ دیں پس اگر تو سچ بولنے والوں میں سے ہے۔ تو جس (عذاب) سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ ہمارے پاس لے آ۔

اس کے جواب میں ہود علیہ السلام نے فرمایا۔

قال قد وقع علیکم من ربکم رجس و غضب ...... فانتظروا انی معکم من المنتظرین

کہ بیشک تم پر تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک (سخت) بلا اور غصہ آیا ہے۔ کیا تم مجھ سے اُن (فرضی معبودوں کے) ناموں میں جھگڑتے ہو جنہیں تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیا ہے اور اللہ نے اس کی کوئی سند نہیں اتاری۔ پس تم انتظار کرو۔ بیشک میں (بھی) تمھارے ہمراہ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ اس کے بعد خدائے پاک فرماتے ہیں فانجینٰہ والذین معہ برحمۃ منا وقطعنا دابر الذین کذبوا بآیٰتنا وما کانوا مومنین۔ آخر ۱۶ رکوع۔ پارہ ۸

پس ہم نے ہود کو اور اُن لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لے آئے تھے اپنی مہربانی سے بچا لیا اور اُن لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ اور ایماندار نہ تھے۔

خلاصہ مطلب یہ کہ کفار نے ہود علیہ السلام سے عذاب مانگا۔ انھوں نے فرمایا تم پر فرد جرم عذاب کا لگ چکا ہے۔ عذاب اب جلد ہی تم پر آ جائیگا۔ منہ مانگے عذاب کا انتظار کرو۔ میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ آخر خدا پاک نے عذاب بھیجا۔ اور ہود علیہ السلام اور اُن کے تابعداروں کو نجات دیدی۔ اور کفار کی جڑ کاٹ دی۔

نتیجہ جس چیز کا انتظار کرنے کو کہا گیا ہے۔ وہ نزول عذاب ہے۔ نہ کچھ اور۔ انتظار کرنے کا حکم ہود علیہ السلام کی قوم کو دیا گیا ہے۔ نہ کسی اور قوم کو۔ انتظار کرانے والے ہود علیہ السلام ہیں۔ اور وہی انتظار کرنے کا حکم دیتے ہیں نہ کہ خداوند کریم۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آخری آیت میں لفظ فانجینٰہ میں ہ کی ضمیر کا مرجع ہود علیہ السلام ہی ہیں۔ تفسیر صافی جو شیعوں کی نہایت معتبر آخری تفسیر ہے۔ اس میں بھی فانتظروا کی تفسیر میں نزول العذاب لکھا ہے۔

دوم گیارہویں پارہ کے ساتویں رکوع میں جس طرح نمبر اول میں ہود علیہ السلام کا ذکر تھا۔ اسی طرح اس موقعہ پر چند آیات سابقہ کو مطالعہ کرنے سے خود ظاہر ہے کہ یہاں پر کفار کو انتظار کے لئے حکم فرمانے والے رسول صلعم ہیں دیکھو۔ (۱) اسی رکوع میں ہے کہ کفار کہتے ہیں ائت بقرآن غیر ھذا۔ یعنی اس قرآن کے سوا کوئی دوسرا قرآن لاؤ۔

(۲) آگے اس کا جواب جو کچھ رسول صلعم کی طرف سے ارشاد ہے۔ اس میں آتا ہے فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ کہ میں اس دعوے نبوت و قرآن لانے سے پہلے ایک زمانہ تک تم میں رہا ہوں۔

(۳) اس کے بعد اس خاص آیت سے پہلے دیکھو تو یہ آیت ہے۔ ویقولون لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ یعنی کفار کہتے ہیں۔ کہ کیوں اس پر اس کے رب کی طرف سے نشان نہیں اُتارا گیا۔ پس کہہ تو کہ غیب (کا علم) تو اللہ ہی کو ہے۔ پس تم منتظر رہو۔ بیشک میں بھی تمھارے ہمراہ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

صاحب تفسیر صافی نے بھی لکھا ہے ویقولون لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ اے من الاٰیات التی اقترحوھا فقل انما الغیب للہ ھو المختص بعلمہ ولکل امر اجل فانتظروا النزول ما اقترحتموھا انی معکم من المنتظرین۔ لما یفعل اللہ بکم

یعنی کفار نے جو نشان کی خواہش کی - تو وہ منجملہ اُن نشانات کے ہے - جس کی وہ آرزو رکھتے تھے - اور رسول صلعم کو جو خدا نے اس کا جواب سمجھایا - کہ تو کہہ دے کہ غیب واسطے اللہ کے ہے - اس کا یہ مدعا ہے کہ غیب علم الٰہی کے ساتھ ہی مخصوص ہے اور ہر ایک امر کے لئے ایک مدت مقرر ہے - اس لئے فرمایا کہ تم (جلدی نہ کرو) انتظار کرو - (کس کا انتظار؟) نزول نشان مطلوبہ کا - اس محل کا مطلب بھی واضح ہو گیا - کہ انتظار کو کس نے کہا - اور کس چیز کا انتظار کرایا گیا - زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں -

سوم - گیارھواں پارہ ۱۵ رکوع - اس محل پر بھی یہ انتظار کرنے کا حکم خداوند کریم نے رسول صلعم کی طرف سے فرمایا ہے - ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو -

(۱) اس سے تین چار آیات پہلے خداوند کریم رسول صلعم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے ولو شاء ربک لآمن الخ یعنی اگر تیرا پروردگار چاہتا - تو سب لوگ جو زمین پر موجود ہیں ایمان لے آتے -

(۲) افانت تکرہ الناس الخ کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے - یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں -

(۳) قل انظروا ماذا فی السموات والارض (کہہ کلاں سے) کہ دیکھو کیا چیز ہے آسمانوں میں اور زمین میں قل کے خطاب سے ظاہر ہے - کہ مخاطب رسول صلعم ہیں -

(۴) اس خاص محل پر جو پوری آیت ہے - اس میں بھی قل کا لفظ پہلے موجود ہے - فہل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلہم قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین - پس یہ کفار نہیں انتظار کرتے مگر اُن لوگوں کی سی مصیبتوں کے آنے کا جو ان سے پہلے تھے - کہہ کہ پس تم انتظار کرو - بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں

تفسیر صافی میں ہے فہل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلہم مثل وقائعھم ونزول باس اللہ بھم اذ لا یستحقون غیرھا قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین لذلک

یعنی یہ کفار جو آیات اور نذر کی بھی پروا نہیں کرتے تو غالباً اگلی اُمتوں کے ساتھ جو واقعات ہو گذرے ہیں - اور جو اُن پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا رہا - یہ بھی اُسی قسم کے واقعات اور عذاب کی راہ دیکھ رہے ہیں - اور دراصل مستحق بھی اسی کے ہیں - تو کہہ دے کہ پس تم انتظار کرو - اُن واقعات وعذاب کا - میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں -

معزز ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا - کہ جس چیز کے انتظار کا حکم دیا گیا ہے - وہ نزول عذاب ہے اور بس - شیعوں کے امام الزماں صاحب کا کہیں ذکر اور اذکار نہیں - نہ اشارۃً نہ کنایۃً - ان عالم صاحب کی محض خوش اعتقادی ہے - کہ اس آیت سے جو چیز منتظر تھی اس سے مراد صاحب الزماں لے لیا - اور بھولے بھالے شیعوں کو خوش کرنے کے لئے لکھ مارا کہ :-

"آپ ہی تمام دنیا کی مختلف اقوام و مذاہب میں منتظر ہیں - جس کے ظہور و خروج کا انتظار کرنے کے لئے قرآن تعلیم و ہدایت کرتا ہے فانتظروا انی معکم من المنتظرین یعنی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے - پس تم انتظار کرو ظہور کا میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں"

یہ کس قدر خلاف امر واقعہ ہے - اور ایک دعویٰ بے دلیل و ادعائے بیجا - کہاں تمام مختلف اقوام و مذاہب آپ کے صاحب الزماں کو جانتے ہیں - اور کہاں قرآن میں مہدی کا ذکر - اور پھر وہ کونسا لفظ ہے جس کے معنی ظہور و خروج کے انتظار کرنے کے ہیں -

صاحب یہ ابلہ فریبی نہیں تو اور کیا ہے - ایسی تاویل لے جائے تو ہر ایک مذہب وقوم کا پیرو اپنے موعود کے ظہور و خروج کو اس آیت سے استنباط کرنے کا فائدہ اُٹھا سکتا ہے - پھر شیعوں کے لئے کیا مخصوص ہے - عیسائی کہہ سکتا ہے - کہ دیکھو اس آیت قرآنی سے مسیح کا ظہور و خروج مراد ہے - یہود اپنے ایلیا کو ثابت کر سکتا ہے - بابی محمد علی باب خانہ خراب کو

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا